غریبوں اور مظلوموں کی دادگری، ستم رسیدگان عالم کی فریاد رسی۔ ان میں سے کوئی صفت ہے جس کا ہیرو کل تک اسٹالن کو نہیں کہا جاتا تھا ہزاروں لاکھوں نہیں کروڑوں انسان اس کے نام کی مالا جپتے تھے اور اس کی عظمت کے ترانے گاتے تھے لیکن آج یہ کیا ہو رہا ہے کہ جبر و ظلم، سفاکی و بے رحمی، خود غرضی و مطلب برستی یہاں تک کہ قوم فروشی و ضمیر فروشی ان میں سے کوئی جرم نہیں ہے جس کا مرتکب اس کو قرار نہ دیا جا رہا ہو اور کوئی الزام نہیں ہے جو اس کے سر نہ تھوپ دیا گیا ہو۔ اسٹالن خود کیا تھا اور کیسا تھا؟ اور یہ جو کچھ اب کہا اور سنا جا رہا ہے اس میں کتنی بات سچی ہے اور کتنی غلط؟ اس سے بحث نہیں۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ تاریخ کی عدالت کے فیصلے کیسے عجیب و غریب اور اٹل ہوتے ہیں۔ یہ عدالت وہ مقام ہے جہاں "زبان خنجر" ہزار چپ ہو آستین کا لہو ہر حال پکار کر رہتا ہے اور راز ہائے سربستہ بھی اسی طرح طشت از بام ہو جاتے ہیں کہ "رقیب کو دِکاں رسید" کا مصداق بن جاتے ہیں۔

ہمارے ملک کے وہ نوجوان جن کے نزدیک کمیونزم "اسٹالنزم" کے مرادف ہے انھیں اس سے عبرت حاصل کر کے محسوس کرنا چاہیے کہ ترقی پسندی یہ نہیں ہے کہ اندھا دھند ایک شخص کو بت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی جائے اور اس کا تہیہ کر لیا جائے کہ دنیا کی ہر چیز کو اس کے قدموں پر لا کر ڈال دیا جائے۔ بلکہ اصل ترقی پسندی یہ ہے کہ دماغ روشن ہو اور دل بیدار۔ اور حقائق پر غیر جانبداری اور بے تعصبی کے ساتھ غور کیا جائے۔ دوسروں کی باتیں بھی صبر و سکون کے ساتھ سنی جائیں اور ان پر توجہ کی جائے۔ کل تک جو باتیں اسٹالن کے دشمن کہتے تھے آج خود اس کے دوستوں اور محرمان راز کی زبان سے ان کی تصدیق ہو رہی ہے۔ پھر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ آج آپ جن شخصیتوں پر اعتماد کرتے ہیں کل ان کا پردہ بھی اسی طرح چاک نہیں ہوگا۔ اس لیے سیدھا راستہ یہی ہے کہ کسی شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر اس کے افکار و عمل پر روشن دماغی کے ساتھ تنقید کی جائے اور کھرا کھوٹا الگ کر کے دکھایا جائے۔ اپنے مخالفوں کو خواہ مخواہ برا کہنا، ان کا منہ چڑانا، اور ان کا تمسخر کرنا حظ نفس کا سامان تو ہو سکتا ہے دماغ کے لیے زود ہضم اور مفید غذا نہیں بن سکتا۔

دینی تعلیم کے مرکزی بورڈ کی طرف سے بچوں اور بچیوں کے لیے غیر نصابی تعلیم کا جو خاکہ اخبارات میں چھپا ہے اور اس کے علاوہ اس کی کاپیاں مختلف علما اور ارباب تعلیم کے پاس بھی اظہار رائے کے لیے بھیجی گئی ہیں۔ ہم نے اس کو بغور پڑھا اور اب یہ کہنے میں مسرت ہے کہ یہ خاکہ بہر وجوہ نہایت مکمل اور اعلیٰ ہے اور اس میں کوئی بات ہمارے نزدیک شریعت کے نقطہ نظر سے اعتراض کے قابل نہیں ہے۔ اگر اس خاکہ کو عملی جامہ پہنانے کا موقع مل جائے اور اس کے لیے جس ساز و سامان اور جتنے فنڈ کی ضرورت ہے وہ میسر آ جائے تو کوئی شبہ نہیں کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی بڑی اہم اسلامی خدمت ہوگی۔ غریب مسلمانوں کے بچے ابتدائی عمر میں خدائی خوار پھرتے ہیں۔ اور دولتمند مسلمان اپنے بچوں کو مشنری اسکولوں یا تربیت گاہوں میں بھیجتے ہیں اور اس کا جو نتیجہ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔ اگر اس غیر نصابی تعلیم کے خاکہ کے مطابق جگہ جگہ بچوں کی تربیت گاہیں کھل جائیں تو اس کا فائدہ دونوں طبقوں کے مسلمانوں کو پہنچے گا اور وہ غیر اسلامی اثرات سے محفوظ رہ سکیں گے۔

پنجاب کے گیانی پرتاپ سنگھ صاحب نے ایک تحریک شروع کی ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر سو روپیہ سے زیادہ خرچ نہ کیا جائے۔ یہ تحریک پنجاب میں اور وہ بھی سکھوں میں خصوصاً بہت کامیاب ہو رہی ہے اور اب تک متعدد خاندانوں میں شادیاں اسی اصول پر ہو چکی ہیں۔ یہ خبر اگر صحیح ہے ——— اور صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے ——— تو سب سے زیادہ عبرت مسلمانوں کو ہونی چاہیے جن کے پیغمبر نے سب سے پہلے خود اپنی لخت جگر کی انتہائی سادگی کے ساتھ شادی کر کے ایک مثال قائم کی تھی۔ اور قرآن نے "فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" کہہ کر اس مثال کی پیروی کی دعوت دی تھی۔ ہائے!

مجھے خندۂ گل پہ آتا ہے رونا — کہ اس طرح ہنسنے کی خو تھی کسی کی